بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

بھنور سے لڑو تند لہروں سے الجھو

کہاں تک چلوگے کنارے کنارے

مولانا جرجیس صاحب کے سوال

کا

دنداں شکن جواب

از

قلم

(مولانا)

حضرت مولانا محمد ابوطالب صاحب ریاضی ومفتاحی

پسند فرمود

حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مظاہری وحضرت مولانا رئیس اعظم قاسمی غفرلہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باسمہ تعالیٰ

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

بھنور سے لڑو، تند لہروں سے الجھو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

مولانا جرجیس صاحب کے سوال

کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

کا



دنداں شکن جواب

از

حضرت مولانا

قلم

کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

حضرت مولانا محمد ابو طالب صاحب ریاضی ومفتاحی

پسند فرمود

حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مظاہری وحضرت مولانا رئیس اعظم قاسمی غفرلھما

م کتاب: مولانا جرجیس صاحب کے سوال کا دنداں شکن جواب

مؤلف: حضرت مولانا محمد ابوطالب صاحب ریاضی ومفتاحی

فحات:

وزنگ:

اعت: ۲۰۱۳ء (2013)

قیمت:

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مظاہری مدظلہ العالی

الحمدللہ الذی ابدع الافلاک والا رضین و الصلوۃ ولسلام علی من کان نبیا و ادم بین الماء و التین و علی الہ و الصحابہ اجمعین اما بعد۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ وحدہٗ لاشریک کے اس ارشاد کے مصداق علماء امت مرحومہ ہر دور میں رہے ہیں۔ بالخصوص خیر القرون کے علماء تو گویا اس آیت کے تفسیر ہی تھے اس علماء کو ہوا پرستی کا داغ لگا کر ہر زمانے میں معدود چند قسم کے نام ونہاد علماء ان کو بدنام کرتے رہے ہیں اور ان علماء کی للٰہیت اور اخلاص کو یکسر نکارتے ہوئے اپنے بدطینتی کا اعلانیہ ثبوت دیتے رہے ہیں۔ انہیں میں سے ایک شخص ہے جس کا نام جرجیس ہے اس نے علماء ربانی خصوصا ائمہ اربعہ کو شیطان تک کہہ دیا ہے۔ اس شخص کے ہفوات کو مولانا ابوطالب صاحب مفتاحی نے بڑے سلیس اور صاف انداز میں رد کیا ہے اور ان سے جواب بھی طلب کیا ہے، جو اپنے اسلوب میں منفرد ہیں انہوں نے امت مرحومہ متفقہ کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی ہے۔ اللہ ان کی سعئ جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ امت کو درستگی اور ثواب کا راستہ دکھائے۔ آمین

اور ہمیں بھی محقق مسائل پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین وما توفیقی الا باللہ

العبد محمد شفیع اللہ مظاہری

۱۲ مارچ ۲۰۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا رئیس اعظم قاسمی صاحب مدظلہ العالی

حامد و مصلیا امابعد

جناب حضرت مولانا ابوطالب صاحب مفتاحی کو زمانہ طالب علمی سے رد غیر مقلدیت کی طرف ہمیشہ رجحان رہا ہے اور وقتا فوقتا ان مسائل پر بحث ومباحثہ بھی کرتے رہے ہیں لیکن زمانہ طالب علمی میں سرمایہ اور اثاثہ کم ہونے کی بنا پر کوئی کتابی شکل کارنامہ ظہور پزیر نہ ہو سکا اب جبکہ فراوانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے تو انہوں نے ایک کتاب ''مولانا جرجیس صاحب کے سوال کا دنداں شکن جواب'' تالیف کی ہے جس کا مطالعہ احقر نے جستہ جستہ کیا ہے۔ جس میں بڑی عرق ریزی اور دقت نظر سے حدیثوں کی چھان پھٹک اور علمی، فقہی ابحاث کو جمع کیا ہے بالخصوص فقہ حنفی اور علماء احناف پر لگائے گئے بے جا الزامات کا پردہ فاش کیا ہے۔ استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جدوجہد اور ان اس کاوش کو اپنی قبولیت کے شرف سے نوازے اور ہم سب کو متفع ہونے کی توفیق دے۔ آمین

العبد

رئیس اعظم قاسمی

۱۷/۱ اپریل ۲۰۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آخر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

احقر نے سرزمین نیپال میں مدرسہ اسلامیہ دارالقرآن دھوبی ضلع پرسا میں رہ کر اپنے مشفق اساتذہ کرام حضرت مولانا فخر عالم صاحب قاسمی (کٹھہری) وحضرت مولانا فضیل احمد قاسمی وحضرت مولانا مسلم صاحب شمسی و مولانا حشم الدین صاحب نعمانی و قاری سیف اللہ صاحب گاد بہوری و ماسٹر عبدالرحیم صاحب و مبارک حسین صاحب مہتمم مدرسہ ہذا کی سرپرستی میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا و بعدہٗ سرزمین مئو کے آب و ہوا سے متاثر ہو کر اور مفتاح العلوم سے اہل حدیث اور غیر مقلدین طلباء کے ہم سبق ہونے کی بناء پر تقلید اور عدم تقلید کے سلسلے میں احقر کو چندے معلومات ہوتے رہے لیکن اپنی علمی کم مائیگی کی بناء پر احقر اس کار عظیم کا متحمل نہ تھا لیکن مشفق اساتذہ کرام خصوصاً حضرت مولانا سیدی شیم احمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم مئو ناتھ بھنجن و محقق و محدث حضرت مولانا ابو سفیان صاحب مفتاحی اور مفتی اعظم حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب مفتاح اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب استاذ حدیث جامعہ ہذا اور دیگر مشفق اساتذہ کے سایہ عاطفت میں علمی سفر کو طے کرتا رہا اور ان کی محنتوں کی وجہ سے بندہ اس لائق ہوا کہ کچھ خانہ فرسائی کر سکے اس میں احقر کا کوئی کمال نہیں یہ فضل ربانی اور دعاء اساتذہ کا رنگ

ہے۔ اس لئے میں تہہ دل سے ان مشفق اساتذہ کرام کا احسان مند ہوں نیز اپنے ان خلوص سے پر محسنوں اور دوستوں کا ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کو لکھنے کی ترغیب دی اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنی وسعت کے مطابق بھرپور تعاون کیا جن میں خاص طور پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مفتاحی اور حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب ضیاء وحضرت مولانا مشکور صاحب ندوی وحضرت مولانا و مفتی ظہور احمد صاحب نیپالی وحضرت مولانا صغیر احمد نعمانی و نیپالی و ماسٹر مختار انصاری صاحب و ماسٹر قمر الدین صاحب کٹھہری وحضرت مولانا عباس صاحب قاسمی و مولانا کلیم اللہ صاحب مفتاحی و مولانا ناصر ثناء اللہ مفتاحی وحضرت مولانا مقصود عالم صاحب مفتاحی وحضرت مولانا افروز عالم نعمانی و مولانا سہیل احمد صاحب مفتاحی و مولوی اشرف علی شمسی والطاف حسین صاحب انصاری وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ انکی معاونت علی البر کو قبول فرماوے اور اس کتابچہ کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین

العبد

محمد ابو طالب بن محمد ریاض الدین صاحب

مغربی چمپارن (بہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد لولیه و لصلوة والسلام علی نبیه امابعد

قال النبی ﷺ انّما العلماء و رثته الا نبیاه الخ

اس حدیث رسول کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کتاب اہل حدیث کے فصیح اللسان سحر البیان مقرر شعلہ بار جناب حضرت مولانا جرجیس صاحب سراجی کی بیان کردہ ایک تقریر کے رد میں لکھی جارہی ہے جس میں انہوں نے بہت ڈھیٹ الفاظ میں فقہ اسلامی پر در کیا ہے جو طول ایام سے رائج اور معمول بہا مسئلہ رہا ہے بالخصوص فقہ حنفی اسلامی پر قدغن لگانے کی پر زور کوشش کی ہے اور عوام کو کلا نعام گردا ننے کی سعئ لا حاصل کی ہے۔ جن کی تردید، اور توضیح کے سلسلہ میں یہ کتابچہ ناظرین کی نذر کی جارہی ہے اور قارئین حضرات سے گذارش کی جارہی ہے کہ محض چرب لسانی اور جوشیلی تقارین سن کر علماء امت سے بدگمان نہ ہو یہ دھیان رہے کہ کچھ معرکتہ الآراء مسائل ہیں جو صدیوں سے مختلف فیہ چلے آرہے ہیں اور جن پر مقتدر علماء کرام ومفتیان عظام نے تصانیف کا ایک ضخیم ذخیرہ جمع کیا ہے جس کا آج تک کوئی فیصلہ کن نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کا مصداق بنتا گیا ایسے اختلافی مسائل کو نابلد کم فہم عوام کے درمیان نکڑ و چوراہوں اور گلی کوچوں میں بیان نہ کر کے ایک نتیجہ خیز علمی مباحثہ کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل کیا جائے تو اچھا ہے جس سے مولانا جرجیس صاحب کی علمی لیاقت اور استعداد کا بخیہ بھی ادھیڑ دیا جائے اور عوام کو

یہ معلوم ہو جائے کی حقیقت میں مسائل کیا ہیں، علم کیا ہے، اھل علم کیا ہیں اور معرفت حدیث وفقہ اور سنن کیا ہیں؟ تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے نیز عوام، عوام ہی رھیں ان بہروپیوں کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ جیسا کہ مولانا جرجیس صاحب نے اپنی ایک تقریر میں عوام کو بہکانے کی کوشش کی ہے۔ مولانا جرجیس صاحب نے ایک تقریر کیا ہے جس میں انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے اور حنفیوں پر کافی کیچڑ اچھالا ہے، عوام کے سامنے اس مسئلہ کو بیان کر کے مولانا صاحب نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مسلک حنفی کے اتباع کرنے والے قرآن وحدیث سے ہٹ کر اماموں کی اتباع کرتے ہیں اور فقہ اور فتوئ پر عمل کرتے ہیں، اسلئے اس مسئلہ پر بحث کرنے سے پہلے مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کی تقریر بیان کر دی جائے تا کہ بات سمجھنے میں آسانی ہوسکے اور ساتھ ہی ساتھ یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے کہ مولانا صاحب کا دعوئ کس حد تک صحیح ہے ؟

مولانا جرجیس صاحب کی خطابت پر ایک نظر

مولانا جرجیس صاحب اپنی تقریر میں ایک مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ آؤ! دیکھتے ہیں حنفیوں میں کتنا زیادہ ناپاک ہے یا اہل حدیثوں میں، اور دلیل میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث صحیح مسلم اور ترمذی سے پیش کرتے ہیں کہ۔

قال : قال رسول الله ﷺ طهور اناء احد كم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع مرّات اولا هن بالتراب اَو اخرٰ هنّ

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب کتا برتن میں منھ ڈالدے اس کو سات مرتبہ دھولو۔ ایک مرتبہ مٹی سے اس کے آخر میں یا شروع میں۔ یعنی ایک بار اس کو مٹی یا صابن وغیرہ سے صاف کرلو۔ مولانا جرجیس صاحب

اس حدیث کو پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہل حدیثوں میں کتا اتنا ناپاک ہے کہ اگر برتن میں منہ ڈالدے تو اسے سات بار دھونا ہے اور یہی فیصلہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ پھر آگے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھائیو! سن لو فتویٰ کیا دیا جارہا ہے ؟

ہدایہ اور درّ مختار میں فتویٰ دیا جارہا ہے کہ کتا اگر برتن میں منہ ڈالدے تو تین بار دھونا ہے اور یہ فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کا ہے، لیکن مجھے تعجب ہے کہ اتنا بڑا امام حدیث کی مخالفت کیسے کرسکتا ہے؟ لہٰذا یہ مسئلہ ان کے بعد کے لوگوں یہ ان کے چیلوں اور چمچوں کا ہے، اسلئے میں ان کے چیلوں اور چمچوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتاؤ! اس مسئلہ میں کیا کروں گے، امام ابوحنیفہ کی بات مان کر تین بار برتن دھوگے یا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بات مان کر برتن کو سات بار دھوؤ گے، فیصلہ کر کے آج ہی بتاؤ آج کے بعد لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ پڑھوگے یا لا الہ الا اللّٰہ ابو حنیفہ رسول اللہ پڑھوگے، فیصلہ کرلینا میری طرف سے کوئی کمپلین نہیں ہوگا، اور نہ ہی کوئی زبردستی ہوگی اسلئے کہ میرا قرآن کہتا ہے لا اکراہ الدین دین میں کوئی زبردستی نہیں"

یہ ہے جناب مولانا جرجیس صاحب کی تقریر جس کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے، لیکن اب آیئے دیکھتے ہیں کہ تحقیق حدیث کے رو سے مولانا جرجیس صاحب کا یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے، کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا حدیث سے ثابت ہے یہ نہیں، اگر ہے تو مولانا جرجیس صاحب نے اس حدیث کو عوام کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا اس کو ہضم کیوں کرلیا، آخر اس میں کون سا راز ہیں؟ چنانچہ آیئے حدیث کی روشنی میں تحقیق کا چشمہ لگا کر دیکھتے ہیں

فریق مخالف کا دعویٰ اور دلیل ابوہریرہؓ کی حدیث سے

مولانا جرجیس صاحب نے مسلم اور ترمذی کے حوالے سے ابوہریرہؓ کی حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ قال : قال رسول اللہ ﷺ طهور اناء احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع مرّات اولا هن بالتراب أو اخرٰهنّ اور اس حدیث کو اپنا مستدل بناتے ہوئے حنفیوں پر کافی کیچڑ اچھالا ہے لیکن اس حدیث سے صرف ان کا مدّعا ثابت نہیں ہوتا ہے، یہ حدیث تمام زمانوں میں عمل کرنے پر دوٹوک نہیں، کیونکہ یہ حکم ابتدائے اسلام کے اندر تھا چونکہ اہل عرب کتے سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کی تصویریں اپنے گھروں میں لٹکائے رہتے تھے اسلئے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حکم دیا تا کہ ان کے دلوں سے کتوں کی محبت کم ہو جائے اور نفرت پیدا ہو جائے، پھر دیگر احکام کی طرح کتے کے جھوٹے کے بارے میں بھی تخفیف ہوگئی اور سات کے بعد پانچ کا اور تین کا حکم ملا جیسا کہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

احناف کے فتویٰ کی دلیل

کتّے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونے کی حدیث

دیکھئے حافظ ابن عدیؒ الکامل میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں، عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ اذا ولغ الكلب فی اناء احدكم فليهرقه و ليغسله ثلاث مرّات۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے تین

مرتبہ دھولو۔ دیکھئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سات بار دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس حکم کے اندر تبدیلی ہوئی ہے، جس کی تائید خود حضرت ابو ہریرہؓ کے فتویٰ سے ہو رہی ہے، دیکھئے دار قطنی ج ا ص ۶۶ میں حضرت عطاء بن یسار کے طرق سے حضرت ابو ہریرہؓ کا موقوف اثر ہے۔ اذا ولغ الكلب فى الاناء فأهرقه ثم اغسله ثلاث مرات

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت ابو ہریرہؓ خود سات مرتبہ والی حدیث کے راوی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی حضرت ابو ہریرہؓ فتویٰ دے رہے ہیں کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈالدے تو اس کو انڈیل دو اور اسے تین مرتبہ دھولو، حضرت ابو ہریرہؓ نے صرف فتویٰ ہی نہیں دیا ہے بلکہ اس پر خود عمل کر کے بھی دکھایا ہے تاکہ بعد میں کسی کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہ رہے۔

دیکھئے دار قطنی ج ا ص ۶۵ میں روایت موجود ہے، عن ابى هريرة انه كان اذا ولغ الكلب فى الاناء اهراقه و غسله ثلاث مرّات اسکے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک مرفوع روایت دار قطنی ج ا ص ۶۵ پر موجود ہے جسکے الفاظ ہیں۔ عن الا عرج عن ابى هريرةؓ عن النبى ﷺ فى الكلب يلغ فى الاناء انه يغسل ثلاثاً او خمساً او سبعاً۔

دیکھئے! اس روایت میں بھی تین اور پانچ اور سات کا تذکرہ ہے اسکے علاوہ مصنف عبد الرزاق ج ا ص ۹۷ میں حضرت عطاء بن یسارؒ کا فتویٰ موجود ہے جس میں انہوں نے تین مرتبہ کی اجازت دی ہے۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء كم يغسل الا ناء الذى يلغ فيه الكلب؟ قال كل ذلك سمعت سبعا و خمسا و ثلاث مرّات

قارئین کرام! حضرت عطاء بن یسار خود تسبیع یعنی سات والی روایت کے راوی ہیں اس کے باوجود فتویٰ تین کا دے رہے ہیں، لھذا معلوم ہوا کہ سات بار دھونا واجب نہیں ہے بلکہ کتے کے جھوٹے برتن کے دھونے کا حکم ابتداء سات مرتبہ تھا لیکن بعد میں اس معاملہ کے اندر تخفیف ہوئی اور سات کے بعد پانچ اور تین کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو رہا ہے، اس لئے امام ابو حنیفہؒ نے ان تمام روایتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور تین مرتبہ دھونا واجب، کیونکہ حدیث کے اندر کتے کے جھوٹے برتن کے دھونے کی جو تعداد بتائی گئی ہے وہ زیادہ سے زیادہ سات اور کم سے کم تین ہے یعنی امام ابو حنیفہؒ نے ان دونوں روایتوں پر عمل کیا ہے اور ان کے اتباع کرنے والے بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

مولانا جرجیس صاحب کی کذب بیانی اور اس کا افشاء

مولانا جرجیس صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے بعد کا ہے یعنی یہ فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے بعد کے لوگوں نے دیا ہے، اس لئے میں مولانا جرجیس صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتائیے حضرت ابو ہریرہؓ امام ابو حنیفہؒ کے پہلے پیدا ہوئے ہیں یا بعد میں؟ اگر پہلے پیدا ہوئے ہیں تو پھر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے پہلے دیا گیا ہے، اور یہ فتویٰ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہوئے سنا ہے پھر ابو ہریرہؓ نے فتویٰ دیا ہے، قارئین کرام! اب فیصلہ کیجئے کہ مولانا جرجیس صاحب کا دعویٰ سچ ہے یا جھوٹ؟ مولانا جرجیس صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے بعد کے لوگوں کا ہے جب کہ صحیح احادیث اور آثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ فتویٰ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے دور کا ہے اور دینے والے جناب نبی

نبی کریم ﷺ اور صحابیٔ رسول حضرت ابوھریرہؓ اور عطاء بن یسارؒ ہیں، لہذا مولانا جر جیس صاحب کا دعویٰ بالکل جھوٹ ہے اور انہوں نے حنفیوں کی دشمنی میں تین والی روایت کو ہضم کرلیا اور جاہل عوام کے سامنے رعب جمانے کے لئے کھلم کھلا یہ جھوٹ بول دیا کہ یہ فتویٰ ھدایہ اور درّ مختار کا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے بعد کے لوگوں نے ایجاد کیا ہے، ہائے افسوس!

چنانچہ میں مولانا جرجیس صاحب کو دینی بھائی کی حیثیت سے مشورہ دوں گا کہ اس طرح اسٹیج پر کھڑا ہو کر عوام کے سامنے صراحتاً جھوٹ مت بولا کیجئے اس لئے کہ یہ جھوٹ بذات خود ایک خبیث عادت ہے اسے جھوٹے آدمی کی زندگی میں لعنت و پھٹکار بھی پڑتی رہتی ہے، جیسا کہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے ۔ لعنته الله علی الکا ذبین. اس کے علاوہ حدیث میں بھی جھوٹ کے بارے میں وعید آئی ہوئی ہے اور آپ تو ماشاء اللہ اہل حدیث ہیں، آپ کو اچھی طرح حدیث بھی یاد ہوگی کہ اللہ کے رسو ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "ان الکذب یھدی الی الفجور و ان الفجور یھدی الی النار" جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے ار برائی جہنم کے طرف لے جاتی ہے ۔

یہ نام ونہاد اہلحدیث بصورت دیگر قاطع حدیث اپنی عادت سے مجبور ہیں

ابھی آپ نے پیچھے جو بحث پڑھا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح طور پر سمجھ میں آگئی ہوگی کہ یہ مولانا جرجیس صاحب نے کس بے باکی سے اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے، لیکن یہ ان کا قصور نہیں ہے بلکہ یہ اپنی عادت سے مجبور ہیں، یہ تحفہ ان کو ان کے بڑے لوگوں کے ذریعہ ورثہ میں ملا ہے، جنہوں نے اپنے مسلک کو فروغ

دینے کے لئے اپنی کتابوں میں جھوٹ کا سہارا لیا ہے، بطور نمونہ چند حوالا جات دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمایئے، حکیم صادق صاحب سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول۔

(۱) حکیم صاحب اس کتاب کے ص ۱۳۱ پر اذان کا بیان لکھ کر بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ روایت بخاری میں نہیں ہے۔

(۲) ص ۱۶۱ پر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں جائیں یا کانوں تک اس مسئلہ کو لکھ کر حوالہ بخاری مسلم کا دیا ہے یہ لفظ بخاری میں نہیں۔

(۳) ص ۱۷۹ پر ایک روایت لکھی ہے قرات مسنونہ کے تحت حوالہ موطاء امام مالک کا دیا ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۴) ص ۱۳۵ پر چار دفعہ اللہ اکبر والی روایت لکھ کر حوالہ مسلم کا دیا ہے یہ بھی جھوٹ ہے

(۵) ص ۱۳۴ پر لا یستر کے لفظ لکھ کر بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے، اس کے علاوہ صادق سیالکوٹی صاحب سبیل الرسول میں بھی جھوٹے حوالوں کا سہارا لیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) صادق صاحب حدیث نقل کرتے ہیں افضل الا عمال الصلوۃ فی اول و قتھا اور حوالہ بخاری کا دیا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔

(۲) طلاق ثلاثہ کے متعلق روایت لکھ کر حوالہ بخاری کا دیا ہے جو بخاری میں نہیں ہے۔

(۳) اسی طرح طلاق ثلاثہ والی روایت کے ترجمہ میں یکبارگی کا لفظ بڑھا دیا ہے، جو سفید جھوٹ ہے۔

(۳) امام کے پیچھے قرات فاتحہ جو واقعہ فجر کا ذکر ہے، اس میں حوالہ ابن ماجہ اور موطاء مالک دیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے، ان کتابوں میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔

قارئین کرام! انصاف کیجیئے کہ اس طرح جھوٹے حوالات کتابوں میں دیئے جا رہے ہیں، اور یہ صحیح ہے کہ انھوں نے اس طرح کے جھوٹے حوالات اپنی کتابوں میں جگہ بجگہ دیا ہے اور اس کا اعتراف خود غیر مقلد عالم مولانا ابو داود ارشد صاحب نے اپنی کتاب تحفہ حنفیہ کے اندر کیا ہے، اور مولانا صادق صاحب کی مذکورہ کتاب اور ان کے حوالات کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا سے سہو ہوگئی ہے، لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سہو ایک بار دو بار ہوتی ہے یا پچیس بار، آپ کن کن حوالات کو سہو قرار دیکر جان چھڑاتے رہیئے گا، جب کہ یہ حالت صرف صادق صاحب کی کتابوں کا نہیں ہے بلکہ دیگر کتابوں کا بھی یہی حال ہے، نمونہ کے طور پر ایک اور کتاب کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے، مولانا یوسف جے پوری صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الفقہ کے اندر بھی یہی طریقہ اپنایا ہے، چند حوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ناف پر ہاتھ باندھنے والی حدیث ضعیف ہے، حوالہ ھدایہ کا دیا ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے

(۲) سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت صحیح ہے، حوالہ ھدایہ کا دیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۳) بجائے ’سبحانك اللهم‘ کے ’اللهم باعدبيني الخ‘ زیادہ صحیح ہے، حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۴) امام کے پیچھے فاتحہ چھوڑنے والی روایت ضعیف ہے، حوالہ شرح وقایہ۔

(۵) اذا اکبر الا مام فکبرو ا یہ حدیث ضعیف ہے، حوالہ شرح وقایہ۔

(۶) آمین مہر قبولیت ہے، حوالہ ھدایہ کا دیا ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۷) مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہے حوالہ درّ مختار کا دیا ہے۔

(۸) رفع یدین کی حدیث بنسبت نہ کرنے کی قوی ہیں، حوالہ ھدایہ، یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۹) رفع یدین چھوڑنے کی حدیث ضعیف ہے، حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۱۰) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ (جھگڑا) حلال نہیں، حوالہ ھدایہ، یہ بھی جھوٹ ہے۔

قارئین کرام! جب بڑوں کا یہ حال ہے تو چھوٹوں کا کیا ہوگا؟

”بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں تو سبحان اللہ“

جب ان کے بڑے علماء اپنی کتابوں میں جھوٹے حوالات لکھ سکتے ہیں تو مولانا جرجیس صاحب اسٹیج پر کیوں نہیں بول سکتے ہیں؟ بول سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ میراث اپنے بڑوں سے حاصل کی ہے، اس لئے یہ اپنی عادت سے مجبور ہیں، اور شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے پیشنگوئی فرمائی تھی اور وہ پیشنگوئی آج صحیح بھی ہو رہی ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ کی ایک پیشنگوئی

حدیث کے سلسلے میں جناب نبی کریم ﷺ نے ایک پیشنگوئی فرمائی ہیں جو مسلم شریف ج ا ص ۱۰ پر موجود ہے اور اس حدیث کے راوی جناب سیدنا ابو ھریرہؓ ہیں، اور

حدیث یوں ہیں۔عن ابی ہریرۃؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ یکون فی اٰخر الزمان دجّالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بمالم تسمع انتم ولا ابائکم وایاکم و ایاھم ولا یضلّونکم ولا یفتنونکم ۔ او کماقال علیہ الصلوۃ والسلام ، مسلم ج ا ص ۱۰

حضور پاک ﷺ نے حدیث کے سلسلے میں امت کو ہوشیار کیا ہے، آپؐ نے بتایا ہے کہ حدیثوں میں فتنے چھپے ہوئے رہتے ہیں، اسلئے میری امت ہوشیار رہے ہر شخص جو حدیث کا نام لیتا ہوں حدیث کہہ کر پیش کرتا ہوا سکے نہ پیچھے چلے نہ آگے چلے اور نہ اسکو اپنے سے قریب ہونے دے، حضور ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ حدیث کے نام پر قیامت کے قریب فتنہ نمودار ہوگا۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں فرماتے ہیں "یاتو نکم من الاحادیث" تمہارے پاس حدیث لے کر آئینگے کہ یہ حدیث، وہ حدیث اور وہ حدیثیں کیسی ہونگی، بمالم تسمع انتم ولا ابائکم ، نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ داداؤں نے کبھی سنا ہوگا اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے یہ لوگ قیامت کے قریب ہوں گے، جیسا کہ حدیث کے اندر مذکور ہے، یکون فی اٰخر الزمان ، یعنی پہلے سے یہ حدیث والے لوگ نہیں ہیں، آخری زمانہ میں یہ جماعت پیدا ہوگی، معلوم ہوا کہ پہلے سے یہ نہیں ہے، اللہ کے نبیؐ کے دور سے یہ نہیں ہے حضورؐ کے زمانہ سے یہ حدیث والے نہیں ہیں، یہ حدیث کے پرچار کرنے والے کب ہونگے؟ یکون فی اٰخر الزمان ، آخری زمانہ میں ہونگے، یہ کیسے لوگ ہونگے، شکل دیکھنے سے معلوم ہوگی بڑی معصوموں کی ہے، بڑے نبیؐ کے دیوانوں کی

ہے، لیکن ایک نمبر کا مکار اور جھوٹے ہونگے۔دجّالون کذّابون ، اور تمہارے پاس حدیثیں لیکر آئینگے ، یأتونکم من الاحادیث ، اور کہنے لگے کہ یہ وہ حدیث ہے کہ امام مالکؒ کو پتہ نہیں تھا، امام شافعیؒ کو ہوا نہیں لگی تھی، امام ابوحنیفہ نہیں جانتے تھے، یہ سب حدیث کے جاہل تھے حدیث کے عالم تو ہم ہیں، وہ کہنے لگے بمالم تسمع انتم ولا ابایکم ، نہ تم کو ہوا لگی تھی نہ تمہارے باپ داداؤں کو اسکا پتہ تھا، (ایک بات یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں باپ دادا سے مراد دین کے باپ دادا ہیں، اساتذہ، امام، ائمہ مجتہدین وغیرہ) تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب ایسے لوگ آئیں تو تمہیں کیا کرنا ہے، حضور ﷺ نے صرف اپنی امت کو آگاہ نہیں کیا، صرف بیماری کو نہیں پہچنوایا بلکہ اس کا علاج بھی بتایا ہے، آگے آپ ﷺ فرماتے ہیں، وایّاکم و ایّاھم ، جب یہ لوگ تمہارے سامنے آئیں تو تم انکو اپنے سے دور رکھنا اور اپنے کوان سے دور رکھنا، کیوں ؟ وہ بھی آپؐ نے بتایا کہ، ولا یضلّونکم ولا یفتنونکم ، اگر تم ان کو اپنے میں اٹھنے بیٹھنے کا موقع دوگے تو تم کو گمراہ کر دینگے، اگر تم انکے پاس جاؤ گے اور گمراہ نہیں بھی ہوؤ گے تو کم از کم شبہ میں ضرور پڑ جاؤ گے، اور فتنہ میں مبتلا بھی ہو جاؤ گے، معلوم ہوا کہ یہ حدیث کے پرچار کرنے والے اللہ کے نبی ﷺ کے نظر میں خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں، مسلم شریف اٹھا کر دیکھ لو کہ اللہ کے نبیؐ کی یہ پیشنگوئی ہے یا نہیں، اور یہ دور اللہ کے نبی ﷺ کے پیشنگوئی والا دور ہے یا نہیں، اگر ہے تو پھر میں مولانا جرجیس صاحب سے کہنا چاہوں گا کی جھوٹ کا سہارا لے کر اس حدیث کے مصداق مت بنئے۔

مولانا جرجیس صاحب کے سوال کا الزامی جواب

مولانا جرجیس صاحب نے حنفی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا ہے کہ میں ابوحنیفہؒ کے چیلوں اور چمچوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتاؤ اس مسئلہ میں کیا کروگے؟ امام ابوحنیفہؒ کی بات مان کر تین بار برتن کو دھوؤ گے، یا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بات مان کر برتن کو سات بار دھوؤ گے، فیصلہ کر کے آج ہی بتادو آج کے بعد، لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھو گے یا، لا الہ اللہ ابو حنیفہ رسول اللہ پڑھو گے، یہ ہے مولانا جرجیس صاحب کا سوال۔

مولانا جرجیس صاحب کے سوال کے جواب کا سہرا ہم انہیں کے سر باندھتے ہیں، لیکن اسے پہلے ہم بھی ایک مسئلہ اٹھاتے ہیں اور مولانا جرجیس صاحب سے جواب طلب کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں کیا کرینگے، اور اپنے حق میں کیا فیصلہ کرینگے؟ اور جو فیصلہ وہ اپنے حق میں کرینگے انشاء اللہ ہم بھی اپنے حق میں وہی فیصلہ کرنگے، ماھو جوابکم ھو جوابنا ، اور اس کے بعد مولانا جرجیس صاحب کو سوال کا جواب بھی مل جائیگا اور بات بھی واضح ہو جائیگی، چنانچہ وہ مسئلہ ہے ایک مجلس کی تین طلاق کا۔ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہوتی ہیں یہ فیصلہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، جیسا کہ صحاح ستہ کی روائتیں اس مسئلہ پر بہترین شاہد ہیں بطور نمونہ چند احادیث ذکر کرتا ہوں۔

دیکھئے بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱ مسلم شریف ج ۱ ص ۴۶۳، بیہقی ض ۷ ص ۳۳۴ میں حدیث موجود ہے، جسکو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں،

أنَّ رجلا طلق امر أته ثلاثاً فتز وجت فطلق فسئل النبی ﷺ اتحل للاول قال، لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول ،ترجمہ : ایک آدمی نے اپنی بیوی

کو تین طلاق دے دی، پھر اس مطلقہ عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کیا پھر اس نے بھی اس عورت کو طلاق دیدی، پھر نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوئی یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے خاوند کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے کی طرح لطف اندوز نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین طلاق ایک مجلس کی ہو یا الگ الگ، واقع ہو جاتی ہے۔ یہ تقسیم جو غیر مقلدین حضرات نے ایجاد کر رکھی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی ہوگی یعنی اکٹھی نافذ نہیں ہوگی یہ تقسیم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، کیونکہ اگر ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوتی تو آپ ﷺ ضرور پوچھتے کہ ایک مجلس میں طلاق دی ہے یا الگ الگ مجلس میں، اور پھر تفصیل سے بتاتے کہ اگر تین طلاقیں تین طہروں میں دی ہے تو نافذ ہوگی ورنہ نہیں۔ حضور ﷺ کا سائل سے طلاق کی تقسیم کا سوال نہ کرنا اور جواب دے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ تین ہر حال میں تین ہوتی ہے، چاہے وہ ایک مجلس میں دی گئی ہو یا الگ الگ مجلس میں، جس کی تائید بخاری کی ایک دوسری روایت سے ہو رہی ہے، دیکھئے! بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱ مسلم ض ا ص ۴۸۹ میں، جو حضرت عویمرؓ اور ان کی بیوی کے درمیان کا لعان کا واقعہ پیش آیا اس کی تفصیل میں ہے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں "فلما فرغا قال عویمرؓ کذبت علیها یا رسول اللہ ان امسکتها فطلقها ثلاثاً قبل یأمره رسول اللہ ﷺ"۔ جب عویمرؓ اور ان کی اہلیہ لعان سے فارغ ہوئے تو عویمرؓ نے کہا اگر میں اس کو اب بھی رکھوں تو جھوٹا ہوں گا، چنانچہ آپ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی ان کو تین طلاقیں دیدی، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں تین ہی ہونگی ایک نہیں ہونگی کیونکہ اس پر آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابھی ایک ہی ہوئی ہے، بلکہ آپ ﷺ نے اس کے

Scanned by CamScanner

برخلاف کیا اور تین کو نافذ کر دیا، جیسا کہ سعد بن سہل سے روایت ہے "فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ"۔ اس (یعنی عویمر عجلانی) نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تین طلاقیں دیں دی آپ ﷺ نے نافذ کر دیا، لهذا معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ایک مجلس کی تین ہی ہوتی ہیں، اور حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ اس نے یہ تینوں طلاقیں ایک ہی مجلس کے اندر دی تھیں۔ مزید تائید کے لئے دیکھئے مسلم شریف ج ۱ ص ۴۸۴ میں، جو حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ "ان فاطمته بنت قيس اخبرته ان زوجها ابا حفص ابن المغيرة المخز ومی طلقها ثلاثاً ثم انطلق الى اليمن فانطلق خالد بن عليد فی نفر فأتوا رسول الله ﷺ فی بيت مومونته ام المومنين فقالوا! ان ابا حفص طلق امرأته ثلاثا فهل لها نفقته ؟ فقال رسول الله ﷺ ليس لها نفقته و عليها العدة"۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت قیس نے ان سے بتایا کہ ان کے شوہر ابوحفص بن مغیرہؓ مخزومی نے ان کو تین طلاقیں دیدیں اور یمن چلے گئے، حضرت خالد بن ولیدؓ ایک جماعت کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے مکان میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابوحفص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو کیا وہ نفقہ کے حقدار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انکے لئے نفقہ نہیں ہے البتہ ان پر عدت ہے اور یہی روایت دار قطنی ج ۴ ص ۱۲ میں موجود ہے جس کے اندر ہے: انّ اباحفص بن المغيرة طلق امراته فاطمته بنت قيس على عهد رسول الله ﷺ ثلاث تطليقات فی كلمته واحدة فابانها منه النبی ﷺ ولم يبلغنا ان النبیؐ عاب ذلك عليه۔

ابوحفص بن مغیرہؓ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو عہد نبویؐ میں ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دیدیں، آپؐ نے فاطمہ کو ان سے علیحدہ کر دیا اور ہمیں ایسی اطلاع نہیں ملی آپؐ نے ان کے اس عمل کی مذمت کی ہو لهذا معلوم ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، جیسا کی اس حدیث میں بالکل واضح طور پر موجود ہے کہ ابوحفص بن مغیرہؓ نے جو طلاقیں دی تھیں وہ ایک ہی کلمہ سے ایک ہی مجلس میں دی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کے اور ان کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی، اسکے علاوہ ابن ماجہ، نسائی، ترمذی وغیرہ میں بھی حدیث موجود ہے۔ جس سے محدثین نے استدلال کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں، اور سب سے دلچسپ بات تو یہ ہے کہ ائمہ اربعہ سمیت جتنے محدثین ہیں، چاہے امام بخاری ہوں یا امام مسلم یا امام ترمذی یا ابن ماجہ یا ابوداود یا امام نسائی یا دیگر محدثین سبھی کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اور تمام امت مسلمہ اس مسئلہ میں متفق ہیں سوائے اھل حدیث کے، جب کہ ایک مجلس کی تین تین طلاق ایک ہی ہوگی یہ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، ہاں: ایک روایت ہے جو غیر مقلدین حضرات پیش کرتے ہیں لیکن اسے کسی محدث نے قبول نہیں کیا ہے کیونکہ وہ طلاق بتہ کے بارے میں ہے، جیسا کہ امام ابوداودؒ نے ابوداود شریف میں زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ وہ طلاق بتہ تھی اور شارح مسلم علامہ نوویؒ نے شرح مسلم کے اندر بھی ثابت کیا ہے کہ وہ ایک طلاق تھی، انکے علاوہ امام بیہقی اور حافظ بن حجر عسقلانیؒ نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں یہ ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، ایک والی روایت صحیح نہیں ہے، یعنی ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوگی یہ فتویٰ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی یہ فتویٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، ہاں! یہ فتویٰ علامہ ابن تیمیہؒ کا ضرور ہے، اور یہ بھی ایک

طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اہل حدیث حضرات کی کتاب فتاویٰ ثنائیہ کے اندر لکھا ہوا ہے، دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۷ میں ایک غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین صاحب لکھتے ہیں :۔ محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں کلام ہے، یہ سخت مغالطہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ صحابہ وتابعین و تبع تابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار کرنا ثابت نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم (یعنی مولانا امرت سری) نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہے، یہ مسلک صحابہ تابعین تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے، جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کے پابند ہیں اور ان کے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلامؒ نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علماء اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلامؒ کے متفردات مسائل لکھے ہیں، اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلامؒ اور انکے شاگرد خاص ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے دڑے مار مار کر شہر میں لا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے۔ اسلئے کہ اس وقت یہ مسئلہ روافض کی علامت تھی، پھر اس کے بعد فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۲۰ پر لکھتے ہیں: ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہل حدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد خاص ابن قیمؒ کے معتقد ہیں، اسلئے وہ بے شک اس مسئلہ میں شیخ

الاسلامؒ سے متفق ہیں اور وہ اسی کے محدثین کا مسلک بتاتے ہیں، اور مشہور کر دیا گیا ہیکہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے، اس لئے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ سات سو سال بعد کا ہے، اور یہ فتویٰ سب سے پہلے علامہ ابن تیمیہؒ نے دیا اس فتویٰ کا موجد علامہ ابن تیمیہؒ ہے۔ اس لئے اب میں علامہ ابن تیمیہؒ کے چیلوں اور چمچوں سے اور خصوصاً مولانا جرجیس صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کی بتایئے اس مسئلہ میں کیا کیجئیے گا ؟ علامہ ابن تیمیہؒ کی بات مان کر ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک تسلیم کیجئے گا، یا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بات مان کر ایک مجلس کی تین طلاق کو تین تسلیم کیجئے گا، فیصلہ کر کے بتا دیجئے آج کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، پڑھیئے گا یا، لا الہ اللہ ابن تیمیہ رسول اللہ پڑھیئے گا فیصلہ کر لیجئے میری طرف سے بھی کوئی کمپلین نہیں ہوگا اور نہیں کوئی زبردستی ہوگی، اسلئے کہ میرا قرآن بھی کہتا ہے، لا اکراہ فی الدین۔

(دین میں کوئی زبردستی نہیں)

دین میں زبردستی نہیں

لا اکراہ فی الدین

مؤلف کی آنے والی دیگر کتابیں

(۱) مولوی جرجیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں

(۲) غیر مقلدیت کی دورنگی چال

